ڈاک کے ٹکٹ

از جناب محمد حمید اللہ صاحب متعلم بی۔ اے

گزشتہ دو تین سالوں میں ٹکٹی نمائشوں (Philatelic exhibitions) کی امریکہ اور یورپ میں غیر معمولی کثرت رہی۔ ہر نمائش میں اس بات کی کوشش رہی کہ وہ پیشتر کی تمام نمائشوں سے زیادہ دلچسپ اور بہتر بنائی جائے۔ خصوصاً بین الاقوامی ٹکٹی نمائش کو جو ۲ مئی ۱۹۲۵ء سے ۱۲ ماہ مذکور تک پیرس میں ہوتی رہی[1] اس قدر کامیابی حاصل ہوی کہ اب یہ تفریحی مشغلہ علم سکہ جات (Numismatics) کی طرح ایک علم بن گیا ہے۔ چنانچہ پیرس کی نمائش کے دو ماہ بعد ہی "میری لینڈ اکاڈیمی آف دی سائنسز" واقع بالٹی مور میں اور علوم وفنون کے ساتھ ایک کرسی اس علم کے لئے بھی قائم کرنے کا تصفیہ کیا گیا۔[2]

یوں تو ٹپہ یا ڈاک قدیم زمانے سے رائج ہے اور ہر متمدن ملک میں اس کی ضرورت رہی ہے لیکن قدیم اور موجودہ زمانہ کا نمایاں فرق یہ ہے کہ ۱۸۴۰ء سے پہلے تک ٹکٹ لگانے کا رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے انگلستان نے خطوط پر نقد محصول لینے کی بجائے اسی قیمت کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی اجازت یکم مئی ۱۸۴۰ء میں دی[3]۔ جبکہ شرح ڈاک نہ صرف بیحد گراں تھی بلکہ اس میں وزن کے علاوہ فاصلہ کے لحاظ سے بھی محصول میں کمی وبیشی ہوتی تھی[3]۔ سب سے پہلا ٹکٹ ایک پنی کا تھا جس کا رنگ گہرا سیاہ تھا[4]۔

---

[1] (Stanely Gibbons, Monthly Journal, June 1925. P. 200)

[2] ایضاً بابتہ جولائی ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۲۸۔ [3] گبنز کیٹالاگ صفحہ ۱۔ [4] گبنز جرنل دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵۔

اس کی تقلید میکسیکو اور دیگر ممالک میں ہونے لگی ۔ اور آج کچھ اوپر چھ سو ممالک[1] میں ڈاک کے ٹکٹوں کا رواج ہے ۔ ان ممالک کے شائع کردہ ٹکٹ انگلستان کی سربرآوردہ کمپنی اسٹانلی گبنز (Stanely Gibbons) کے اندازہ کے مطابق فروری ۱۹۲۶ء میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار قسم کے تھے[2] جس میں ہر ماہ اوسطاً سو پچاس کا اضافہ ہوتا ہی رہتا ہے ۔ اس تعداد میں وہ ٹکٹ بھی شامل ہیں جو چھپائی کی غلطی ' کاغذ کے فرق اور پرفریشن[3] (Perforation) یا کنگروں کے اختلاف کی وجہ سے عام ٹکٹوں سے الگ قرار دئیے گئے ہیں جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا ۔ لیکن بظاہر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ چھپائی کی تمام غلطیاں معلوم کرلی جائیں ۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دریافت شدہ ٹکٹوں کے علاوہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے ٹکٹوں کی بھی ہوگی جنکا علم عام طور پر لوگوں کو نہیں ہوا ہے ۔ مثلاً میں کوئی منہمک ٹکٹی نہیں ہوں صرف شوقیہ مختلف نمونے جمع کرتا رہتا ہوں لیکن میرے پاس بعض نمونے ایسے بھی ہیں جو کسی کمپنی کی فہرست میں نہیں ملتے ۔ حال ہی میں ہندوستان میں جب ڈاک کی شرح دگنی کردی گئی تو پاؤ آنہ والے کارڈ پر مزید پاؤ آنہ کا ٹکٹ لگانے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔ چونکہ پاؤ آنہ کے ٹکٹوں کا ذخیرہ ناکافی تھا اس لئے آدھ آنہ والے ٹکٹ پر پاؤ آنہ کا نشان ڈالکر شائع کیا گیا جس کی شکل ($\frac{I}{4}$) تھی ۔ اس کی دو تین غلطیوں کا علم تو ہوگیا یعنی ایک کے ہندسے کے اوپر کا شوشہ نہیں اٹھا (I) یا ایک کے نیچے کے شوشے نہ چھپے ۔ مگر میرے پاس دو ٹکٹ ایسے ہیں جن میں چار کے نیچے کے شوشے پورے طور پر موجود نہیں ہیں (4 4) اس کا داخلہ کسی فہرست میں نہیں ملا ۔ چھپائی کی ایسی غلطیوں سے ٹکٹیوں کے پاس اس کی قدر بڑھ جاتی ہے

ہندوستان میں سب سے پہلا ٹکٹ کمشنر سندھ سر بارٹل فریر کے حکم سے یکم جولائی ۱۸۵۲ء کو سندھ میں شائع ہوا[4] جس پر انگریزی میں " سندھ ڈسٹرکٹ ڈاک " اور " $\frac{1}{2}$ آنہ " لکھا ہوا تھا ۔ لیکن دو سال بعد

---

[1] گبنز کیٹلاگ اسمائے ممالک ۔ [2] ضمیمہ گبنز جرنل بابتہ فروری ۱۹۲۶ء ۔ [3] ٹکٹوں کے جدولی سوراخ جو اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ ٹکٹوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے میں سہولت ہو ۔

[4] گبنز کیٹلاگ سنہ ۱۹۲۳ء جلد اول صفحہ ۱۶۰ ۔

اس لئے بند کردیا گیا ۔ کہ برطانوی ہند کے عام ٹکٹ شائع ہوچکے تھے ۔ حیدرآباد میں ۱۸۶۹ء میں پہلے پہل ٹکٹ رائج ہوئے[1]۔ چنانچہ ایک آنہ والا ٹکٹ شائع ہوا جس پر "سرکار آصفیہ یک آنہ ۱۲۸۳ھ" لکھا ہوا تھا ۔ اس کا رنگ زیتونی سبز تھا اور وہ موجودہ ٹکٹوں سے کسی قدر بڑا اور مستطیل شکل کا تھا ۔

لندن کے سب سے پہلے ٹکٹ کی قیمت ایک پنی تھی ۔ دنیا میں سب سے زیادہ قیمت کے ٹکٹ اسٹریٹس سٹلمنٹ (Straits settlement) کے ہیں جہاں سو ڈالر کا ٹکٹ بھی مروج ہے[2]۔ سب سے کم قیمت ٹکٹ فرانسیسی نوآبادیوں میں چلتا ہے ۔ جو ½ سانتیم[3] یعنی $\frac{3}{25}$ پائی کا ہے ۔ جو فرانک کی قیمت کے گھٹ جانے سے اور بھی کم قیمت ہوگیا ہے ۔ جب جرمنی میں مارک کی قیمت بےحد گھٹ گئی تھی تو وہاں جو ٹکٹ سب سے زیادہ قیمت کا شائع ہوا وہ (۵۰) ارب مارک کا تھا ۔ اس زمانہ میں مارک فی پونڈ ۴۴ کروڑ سے زیادہ ملتے تھے[4]۔

بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ حیدرآباد میں اب تک تقریباً سوا تین سو قسم کے ٹکٹ شائع ہوچکے ہیں[5]۔ جن میں چند ٹکٹ مطبع کی غلطیوں کے بھی ہیں ۔ سب سے کم قیمت ٹکٹ پاؤ آنہ یا تین پائی کا ہے اور سب سے بیش قیمت ایک روپیہ کا، جس کی اشاعت ہوچکی ہے یا آج ہی کل میں ہونے والی ہے ۔ مروجہ ٹکٹ صرف سات آٹھ ہی قسم کے ہیں اور اتنے ہی سرکاری یا دفتری ہیں ۔ دنیا میں سب سے زیادہ ٹکٹ امریکہ نے شائع کئے جو (۱۴۰۰) سے زائد قسم کے ہیں[6]۔ ترکی اس کے بعد ہے جس نے تقریباً چودہ سو شائع کئے[7]۔ ۱۸۶۶ء میں یہاں چند ٹکٹ خاص اخبارات و رسائل کے لئے شائع ہوئے تھے ۔

ہندوستان کی چھ دیسی ریاستوں میں برطانوی ہند کے ٹکٹ ہی مستعمل تھے ان پر ریاست کا نام چھاپ دیا جاتا تھا ۔ وہ چھ دیسی ریاستیں یہ ہیں :- گوالیار، چمبا، فریدکوٹ، جھیند[8]، نابھ اور پٹیالہ[9]۔

---

[1] گبنز کیٹلاگ ۱۹۱۶ء جلد اول صفحہ ۱۹۶ ۔ [2] ایضاً صفحہ ۳۰ [3] (Yvert et Telliers Catalogue)

[4] گبنز کیٹلاگ .... ۔ [5] گبنز کیٹلاگ صفحہ ۱ .... [6] ایضاً ۔

[7] ایضاً ۔

لیکن یہ طریقہ اب صرف چند ریاستوں میں باقی رہ گیا ہے مثلاً گوالیار، پٹیالہ ۔ ۲۰۰ ریاستوں میں خود ریاست کے ٹکٹ شائع ہوتے ہیں جو ریاست کے اندر ہی کار آمد ہوتے ہیں البتہ حیدر آباد دکن کے سرکاری ٹکٹ برطانوی ہند میں بھی جاتے ہیں۔ دفتری ٹکٹوں پر حیدر آباد میں لفظ سرکاری لکھا جاتا ہے۔ برطانوی ہند میں پہلے (On H.M.S.) لکھا جاتا تھا اب صرف (Service) لکھا جاتا ہے۔ ایران میں اس کو "رسمی" اور مصر میں "امیری" کہتے ہیں۔

ایسے ممالک کے ٹکٹ جن پر عام دسترس نہ ہو بڑی قیمت پاتے ہیں۔ حیدر آباد اور دیگر ریاستوں کے قدیم ٹکٹ بھی اور مقامات کی بہ نسبت زیادہ قیمت پر خریدے جاتے ہیں۔ کیونکہ پہلی اشاعتوں کے وقت اُن کی مانگ نہ تھی اور نہ وہ ریاستوں کے باہر جاتے تھے۔ اب چونکہ اُن کا چلن منسوخ ہو گیا ہے اس لئے نئے شوقینوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے اُن کا کافی ذخیرہ نہیں ہے۔

مشہور ذخیروں میں شاہ انگلستان کا ذخیرہ سب سے بہتر ہے۔ اس کے بعد لندن میوزیم میں ٹاپ لنگ، ممبر پارلیمنٹ کا ذخیرہ ہے، جو قومی چندہ سے ایک لاکھ پونڈ میں خریدا گیا[1]۔ جرمنی کا قومی ذخیرہ بھی بہت مشہور ہے۔

ہر زدہ ٹکٹ بھی بے کار نہیں ہوتے معمولی سے معمولی قیمت کے ہزار ٹکٹ آٹھ دس آنوں میں بک جاتے ہیں۔ اگر یہ بیرون ہند بھیجے جائیں تو اور بھی زیادہ قیمت آتی ہے۔ یہی حال ہر قسم کے ٹکٹوں کا ہے۔ ہر ٹکٹ جو پھٹا ہوا نہ ہو اور جس کے کنگرے درست ہوں کار آمد اور قیمتی ہے۔ کنگروں کے کٹ جانے اور ٹکٹ کے پھٹ جانے سے اس کی قیمت جاتی رہتی ہے۔ قدیم ٹکٹ عموماً قیمتی ہوتے ہیں۔ اگر وہ کمیاب اور نادر ہوں تو قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

نادر ٹکٹوں سے وہ ٹکٹ مراد ہیں جن میں مطبع کی جانب سے کوئی بیّن غلطی ہو گئی ہو مثلاً جزیرۂ موریشس کے ایک ٹکٹ پر پوسٹیج (Postage) کی بجائے پوسٹ آفس (Post cffice) چھپ گیا۔

---

[1] (Irrington and Martin price list)

ٹکٹ ایک تعلیمی امداد بھی بن سکتے ہیں ۔ ان سے طالب العلم کو تھوڑی مدت میں بہت سے معلومات حاصل ہو سکتے ہیں۔ ٹکٹ ایک قسم کا کھلونا ہے جو لڑکوں کے لئے ایک تفریحی مشغلہ بن جاتا ہے ۔ اپنے ٹکٹوں کے متعلق لڑکے کو دیگر ضروری معلومات حاصل کرنے کا شوق اس کی تلاش کے نتیجے کو نہ صرف خوشگوار بلکہ علمی حیثیت سے بھی مفید بنا دیتا ہے ۔ جن لڑکوں کو جغرافیہ سے نسبتہً کم دلچسپی ہوتی ہے انھیں ٹکٹوں کے ذریعے سے جغرافیہ کا ایک خاموش استاد ملجاتا ہے ۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ کسی ملک سے نئے ٹکٹوں کی اشاعت، تخت نشینی، سیاسی انقلاب یا ملک کی غیر معمولی ترقی کے موقعوں پر ہوتی ہے ۔ اس لئے ان کو جمع کرنے سے ان تمام ضروری واقعات کا ایک سرسری علم حاصل ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ ایک ہی ملک کے مختلف زمانوں کے ٹکٹوں کا معائنہ کرنے سے وہاں کی ترقی یا تنزل کا بھی علم ہو سکتا ہے ۔ مثلاً ترکی کے ابتدائی ٹکٹوں میں مشرقیت زیادہ پائی جاتی ہے ۔ اُن پر نہ تو غیر زبان کی کوئی عبارت موجود ہے اور نہ کوئی ہندسہ بلکہ سب کے سب ترکی زبان اور عربی طرز تحریر میں ہیں ۔ لیکن جدید ٹکٹوں میں مغربی اثر کی جھلکیوں کے ساتھ حکمرانوں کی تصویریں بھی نمایاں ہیں ۔ مثلاً سلطان رشاد مرحوم سلطان وحیدالدین مرحوم غازی کمال پاشا صدر جمہوریہ ۔ ان تصویروں سے وہاں کے سیاسی رجحان کا پتہ چلتا ہے ۔ مصر میں اہرام اور ابوالہول کے ساتھ اب شاہ فواد بھی نظر پڑتے ہیں ۔ افسوس ہے کہ حیدرآباد میں ڈاک کے ٹکٹ ملک کی ترقی کو ظاہر نہیں کرتے ۔ جامعۂ عثمانیہ کا قیام، عدالت العالیہ کا منشور اور دو صد سالہ جشن آزادی حیدرآباد کے بہت اہم واقعات ہیں ۔ ایلورا اور اجنٹہ کے غار، گولکنڈہ اور دولت آباد کے قلعے، چار مینار اور مکہ مسجد یہاں کی قابل دید یادگار ہیں ۔ ان کی تصویریں اگر ٹکٹوں پر ہوتیں تو نہایت موزوں اور مناسب ہوتا ۔

ٹکٹوں کی تاریخی اور تمدنی دلچسپی کے علاوہ فی زمانہ کاروباری اہمیت بھی خاصی ہو چلی ہے ۔ گبنز کی مشہور و معروف کمپنی وقت واحد میں ۴۰ ہزار پونڈ کا ذخیرہ خریدتی ہے اور اُن کی ایک ایک نمائش پر بیس بیس ہزار پونڈ خرچ کر دیا جاتا ہے[1] ۔

---

[1] گبنز [illegible] پچاس سال [illegible] دوا فروش تھا ۔ بیٹا بھی اس کا

باقی صفحہ آیندہ

مشہور کمپنیوں کی فہرستیں ہر سال نہ صرف لاکھوں کی تعداد میں چھپتی ہیں بلکہ ہر ماہ اُن کے ضمیمے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس فن پر کئی رسالے مختلف ممالک سے نکلتے ہیں اور تقریباً ہر بڑے ملک میں دو ایک رسالے صرف اس غرض سے نکلتے ہیں کہ اجرت لے کر کسی ٹکٹ کے خریدار یا بیوپاری کا پتہ ضروری معلومات کے ساتھ شائع کریں تاکہ مختلف مقامات کے لوگ بہ آسانی اس کا کاروبار کر سکیں۔

چند روز قبل گبنز کمپنی نے انعامی مقابلہ کرایا تھا کہ ٹکٹ کی کوئی بہترین وضع پیش کی جائے۔ ہزاروں نمونوں میں جو نمونہ پسند کیا گیا اس میں دنیا کا ایک نقشہ دکھایا گیا ہے جس میں دونوں طرف دو عورتیں کھڑی ہیں جو بعد المشرقین کے باوجود نہایت سہولت سے خطوط کا تبادلہ کر رہی ہیں۔ موجودہ تمدن کی یہ ایک حقیقت ہے جو اس تصویر میں ظاہر کی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں حیدرآباد کے چند مشہور ٹکٹی شوقینوں کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ مسٹر ہبارٹ (مقیم قریب باغ عامہ) کی اسّی سال کی عمر اسی شوق میں گزری ہے۔ اُن کے ذخیرہ کی قیمت ایک لاکھ روپیہ سے متجاوز ہے۔ اس کے بعد "نگروالا" (شراب فروش، توپ کا سانچہ) مسٹر احمد عبداللہ پروفیسر نظام کالج، مسٹر اسپیٹ پروفیسر عثمانیہ کالج اور مسٹر محمد صبغۃ اللہ مددگار مہتمم بندوبست ہیں۔ مسٹر اسپیٹ نے حال ہی میں ایک حیدرآبادی شوقین کا ذخیرہ ساڑھے چار ہزار کلدار میں خریدا۔

آخر میں اپنے مضمون کو دنیا کے سب سے بڑے ٹکٹی ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم کے مختصر حالات پر ختم کرتا ہوں۔ آپ کئی سال تک رائل فلاٹلک سوسائٹی لندن (The Rayal Philatelic Society of London) کے صدر رہ چکے ہیں اور اب اس کے سرپرست ہیں۔ ہز مجسٹی کو بچپن ہی سے ٹکٹ جمع کرنے کا شوق رہا ہے[1]۔ اور اس خصوص میں اپنے چچا ڈیوک آف اڈنبرا سے بہت مدد حاصل کی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ شریک کار تھا۔ گبنز نے اپنے باپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ چھوٹے سے پیمانہ پر ٹکٹ کا کاروبار بھی شروع کردے۔ باپ کے انتقال کے بعد بنز نے اس کاروبار میں جو عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے اس سے آج ساری دنیا واقف ہے۔

[1] یہ امر بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ ہز مجسٹی کے فرزند اکبر یعنی پرنس آف ویلز کو بھی اس کا شوق وراثتہً ملا ہے۔ انکے پاس کا بھی ذخیرہ نایاب اور قیمتی ہے۔

۱۸۹۳ء میں ہز مجسٹی نے (جو اس زمانہ میں ڈیوک آف یارک تھے) لندن کی ٹکٹی انجمن کی رکنیت اختیار کی۔ ۱۸۹۶ء میں صدارت پر آپ کا انتخاب عمل میں آیا۔ ۱۹۰۴ء میں ٹکٹ جمع کرنے والوں کے نام ایک خط شائع کرتے ہوئے ہز مجسٹی نے (جو اس وقت پرنس آف ویلز تھے) لکھا تھا کہ "وہ میری زندگی کے دلچسپ ترین مشغلوں میں سے ایک مشغلہ ہے"۔ متعدد مرتبہ ہز مجسٹی نے "فلاٹلک سوسائٹی" کے جلسوں میں دلچسپ اور قیمتی مضمون پڑھے جو انھیں کے الفاظ میں طابعیات[1] (Philatelics) پر تھے۔ شاہی ذخیرہ کی بہترین چیزیں ذاتی طور پر ہندوستان آسٹریلیا اور کینیڈا کے سفر میں جمع کی گئی تھیں۔ ان میں سے مشہور ترین جواہر "پوسٹ آفس" کا جو غیر مستعمل ٹکٹ ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ ٹکٹ لندن میں ۱۹۰۴ء میں ہراج ہوا تھا (۱۴۲۰) پونڈ تک جرمنی نے بولی لگائی تھی۔ تاکہ وہ جرمنی کے قومی ذخیرہ میں رکھا جائے لیکن شاہ جارج نے ۱۴۵۰ پونڈ میں اس کو خرید لیا[2]۔ اب اس کی قیمت ہر سال بڑھ رہی ہے[3]۔

---

[1] مصری ٹکٹ کو طابع کہتے ہیں اور یہاں طابعیات سے ٹکٹوں کا علم مراد ہے۔

[2] (Errington and Martin Co price List 1912. P.100

[3] یہ ٹکٹ اب چار ہزار پونڈ سے زیادہ قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ایسے اور دو ایک ٹکٹ بعض کمپنیوں میں موجود ہیں۔